بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۲۲

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم یکشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۶/۲۱	۴ احسان ۱۳۴۶ ہش ۲۳ صفر ۱۳۸۷ھ ۴ جون ۱۹۶۷ء	نمبر ۱۲۱

اخبار احمدیہ

• ربوہ ۳ جون۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج صبح چند یوم کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ اس عرصہ کے لئے حضور نے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ربوہ میں امیر مقامی مقرر فرمایا ہے۔

• ربوہ ۳ جون ۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو ٹانگ کے کھچاؤ میں نسبتاً فرق تو ہے لیکن زیادہ دیر بیٹھنے سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ گذشتہ چھ سات روز سے معدہ میں سوزش کی وجہ سے درد کی تکلیف ہے پرسوں کچھ افاقہ تھا لیکن کل دوپہر کے بعد سے تکلیف پھر زیادہ ہوگئی ہے۔ احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے آمین

خطبہ جمعہ

تعمیر بیت اللہ کے جملہ مقاصد حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی پورے ہوئے

روحانی اور جسمانی پاکیزگی کا حصول اور مرکز میں بار بار آنا بھی بیت اللہ کی اغراض میں شامل ہے

قرآن کریم اور امت مسلمہ کی خصوصی حفاظت کا وعدۂ الٰہی ہمیشہ پورا ہوتا رہا اور آئندہ بھی پورا ہوتا رہے گا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء

مرتبہ:۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج شعبہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پچھلے خطبات میں میں نے تعمیر بیت اللہ کے متعلق دس مقاصد کا ذکر کیا تھا اور ان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ جو آیات میں ان خطبات کے شروع میں پڑھتا رہا ہوں۔ ان میں میں نے بتایا تھا کہ ان میں تئیس مقاصد کا ذکر ہے۔ دس کے متعلق میں اس سے پہلے کچھ کہہ چکا ہوں۔

گیارھواں مقصد

یا گیارھویں غرض تعمیر بیت اللہ کی طَهِّرَا کے الفاظ میں بیان ہوئی تھی کہ تم اس بیت اللہ کی تطہیر کا انتظام کرو۔ اس کو پاکیزہ رکھنے کا انتظام کرو۔ اس کی صفائی کا انتظام کرو اور اس میں یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ اس گھر کو ظاہری صفائی اور باطنی پاکیزگی اور طہارت کا مرکز بنانا چاہتا ہے یہ غرض بھی خاتم الانبیاء اور افضل الرسل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پوری ہوئی۔ آپ کی شریعت میں ظاہری اور جسمانی صفائی اور روحانی پاکیزگی کے حصول کے متعلق ایک اکمل اور مکمل تعلیم ہمیں عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ کی آیات ۱۵۱ اور ۱۵۲ میں فرماتا ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی تم ہو جو کام بھی اسلامی شریعت کی ہدایات کے مطابق تم کرو۔ اس میں اس بات کا خیال رکھو کہ تمہیں خاص مقاصد اور اغراض کے پیش نظر پیدا کیا گیا ہے اور تم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ تم ان مقاصد کو پورا کرو۔ اور تمام دنیا میں، اقوام عالم میں شریعت اسلامیہ کو قائم کرو اور اسے زندہ رکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں جو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ تم بیت اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے مقاصد کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا کرو۔ یہ اس لئے ہے کہ میں اپنی نعمت کو تم پر پورا کرنا چاہتا ہوں وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ

اتمام نعمت کی غرض سے

یہ مقاصد میں نے تمہارے سامنے رکھے ہیں۔ اگر تم ہماری بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق ان مقاصد کے حصول کے لئے سعی کرو گے اور خلوص نیت سے ہمارے احکام بجا لاؤ گے تو تم پر ہماری جو نعمتیں ہونگی وہ اس طور کی ہونگی اور اس نوعیت اور قسم کی ہونگی کہ ان کے متعلق اتمام نعمت کا فقرہ بولا جاسکے گا۔ اور وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا (آیت ۱۵۲) میں کہ ایک رسول تمہاری طرف بھیجا گیا ہے جو پاکیزگی کی تعلیم تمہیں دیتا ہے۔

چونکہ طبعاً سوال پیدا ہوتا تھا کہ اے خدا! مقاصد کا تو ہمیں پتہ چل گیا۔ مگر ہماری کوششوں کی راہوں کی ابھی تعیین نہیں کی گئی۔ اگر تعیین ہوجاتی تو ہمارے لئے سہولت ہوتی۔ اس لئے دوسری آیت (۱۵۲) میں بتا دیا کہ جو راہ تمہیں میرا پیارا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بتاتے وہی وہ راہ ہے۔ جو

پاکیزگی کی طرف

لے جاتی ہے اور جس راہ پر چل کر تم مقاصد تعمیر بیت اللہ کو حاصل کرسکتے ہو

فرمایا کہ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَ یُزَکِّیْکُمْ کہ تمہارے تزکیہ کے سامان اس رسول کے ذریعہ سے ہم نے مہیا کر دیئے ہیں۔ اس لئے کہ وہ آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور اس کی حکمتیں بیان کرتا ہے۔

پس طَہِّرَا میں جو غرض بیان کی گئی تھی اور جس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا تھا۔ اس کو پورا کرنے والے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خود قرآن کریم نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ آپ اس غرض کو پورا کرنے والے ہیں کیونکہ کیونکہ یہاں مسجد حرام، مقاصد کا سامنے رکھنا، اتمام نعمت اور تزکیۂ نفوس اور اس کے طریق یہ تمام باتیں ان دو آیتوں میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

سورۃ بقرہ کی آیات میں عام پاکیزگی کا ذکر تو ہے لیکن زیادہ زور روحانی اور دینی پاکیزگی پر ہے۔ لیکن سورہ مائدہ کی آیت سات میں اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم جُنبی ہو تو نہا لیا کرو۔ اس میں یہ تعلیم دی کہ

اسلام میں جسموں کو پاک اور صاف رکھنا ضروری ہے،

اس لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ جسم کی صفائی اور کپڑوں کی صفائی اور گھر کی صفائی اور ماحول کی صفائی اور مساجد کی صفائی اور ان کی پاکیزگی اور طہارت کا خیال رکھنے اور زبان کی صفائی اور کان کی صفائی اور آنکھ کی صفائی اور ناک کی صفائی کے اوپر بڑی شرح کے ساتھ تعلیم بیان کی ہے۔ اس تعلیم کی تفصیل میں میں اس وقت نہ جانا چاہتا ہوں اور نہ میرے لئے اس کی تفصیل میں جانا ممکن ہے۔ بہرحال قرآن کریم پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ (جس سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا) کہ قرآنی شریعت میں جتنا زور ظاہری اور باطنی صفائی اور پاکیزگی پر دیا گیا ہے۔ اس کا سواں حصہ شاید ہزارواں حصہ بھی پہلے کسی مذہب نے ان باتوں پر زور نہیں دیا تو جو مقصد طَہِّرَا کے اندر بیان ہوا تھا۔ اس کو پورا کرنے کے لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔ اور آپ نے اس مقصد کا حصول امت مسلمہ کے لئے ممکن بنا دیا۔ کیونکہ صفائی کی ہر شاہراہ کی طرف ہمیں ہدایت دی۔ اور ہر تعلیم جو صفائی سے تعلق رکھنے والی اور پاکیزگی اور طہارت سے تعلق رکھنے والی تھی کھول کر ہمارے سامنے بیان کر دی۔ اور ان ہدایات پر عمل کرنے کی راہیں ہم پر آسان کر دیں۔ اس سے پہلے کسی نبی نے ان میدانوں میں اتنا عظیم کام نہیں کیا۔ پس مقصد ہے پاکیزگی اور طہارت اور اس کے حصول کا ذریعہ بنے ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اس کے حصول کی ذمہ داری پڑتی ہے امت مسلمہ پر اور اس زمانہ میں مسلمانوں میں سے اس جماعت پر جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے از سر نو خدا اور اس کے رسول کے لئے زندہ کیا گیا ہے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

کہ ہم تم پر کسی قسم کی تنگی اور سختی کرنا نہیں چاہتے۔ ہمیں پاک کرنا اور تم پر اپنے احسان کو پورا کرنا ہمارا مقصد ہے۔ اگر روحانی پاکیزگی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم نہ دی جاتی۔ تو اللہ تعالےٰ کا انعام اور اور احسان ادھورا رہ جاتا۔ مگر وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ۔ اس نے یہی پسند کیا کہ وہ اپنے احسان کو پورا کرے۔ اور اتمام نعمت کرے۔ اس نے یہ تعلیم اس لئے دی ہے۔ تا تمہارے اندر کوئی گندگی نہ چھوٹے۔ اور کامل اور مکمل طور پر تمہیں

پاک اور مطہّر

بنا دے۔

اسی طرح قرآن کریم نے پانی کے متعلق فرمایا کہ اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے تم ظاہری صفائی کرتے ہو۔ کپڑے دھوتے ہو۔ برتن دھوتے ہو۔ گلیاں صاف کرتے ہو۔ مکانوں کو دھوتے ہو۔ جسموں کو دھوتے ہو۔ ہزار پاکیزگیاں ہیں جو پانی کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہیں۔ وَ یُنَزِّلُ … لِیُطَهِّرَکُمْ بِہٖ (الانفال آیت ۱۱) تو قرآن کریم ظاہری اور باطنی صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔ اور صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے جن کے ذریعہ تعمیر بیت اللہ کا یہ مقصد حاصل ہوتا ہے۔

خانۂ خدا کی تعمیر کی بارہویں غرض

لِلطَّآئِفِیْنَ میں بتائی گئی تھی۔ اور اس لفظ میں اس طرف اشارہ تھا کہ اقوام عالم کے نمائندے بار بار یہاں اس لئے جمع ہوں گے کہ وہ پاکیزگی اور طہارت کی تعلیم حاصل کریں اور پھر اپنے اپنے علاقہ میں جا کر اس تعلیم کو پھیلائیں۔ اور اس کی اشاعت کریں۔ یہ غرض بھی حقیقی طور پر صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پوری ہوئی ہے۔ قرآن کریم نے اسی مقصد کے پیش نظر یہ حکم دیا۔

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ۝ (سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

یعنی مومنوں کے لئے یہ تو ممکن نہیں کہ وہ سارے کے سارے مرکز اسلام میں اکٹھے ہو جائیں۔ کیونکہ اسلام کے مخاطب اقوام عالم ہیں۔ اقوام عالم مرکز اسلام میں کسی وقت بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لیکن مرکز کے ساتھ اقوام عالم کا پختہ تعلق قائم رہنا بھی ضروری ہے۔ تو اس کے لئے اللہ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ چونکہ سب کا اکٹھا ہونا یہاں ممکن نہیں اس لئے کیوں نہ ہوا کہ ان کی جماعت میں سے ایک گروہ نکل پڑتا۔ تاکہ وہ دین کو پوری طرح سیکھتے اور واپس لوٹ کر اپنی قوم کو بے دینی سے بچاتے۔ اور اس طرح گمراہ ہونے سے ان کو بچا لیتے۔ انذار کے ذریعہ اور تخویف کے ذریعہ۔

تو یہاں قرآن کریم نے امت مسلمہ کو جو اقوام عالم پر مشتمل اور اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ حکم دیا ہے کہ

ہر قوم اور ہر ملک کی ایک نمائندہ جماعت

مرکز میں آتی رہنی چاہیئے تاکہ وہ دین سیکھے اور ضروریاتِ وقت سے آگاہ ہو اور اس بات کا علم حاصل کرے کہ اسلام کیلئے موجودہ زمانہ میں کس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور ان کو معلوم ہو کہ ان کا امام وقت کن کاموں کی طرف اور کن منصوبوں کی طرف انہیں بلاتا ہے۔ اور تاکہ وہ ان کی حکمتوں کو سمجھیں۔ تا جب وہ واپس جائیں تو اپنے اپنے علاقہ میں اپنے دوسرے بھائیوں کو یہ بتائیں کہ اس وقت اسلام پر مثلاً فلاں فلاں طرف سے حملہ ہو رہا ہے۔ اس کے جواب کے لئے تم تیار ہو جاؤ۔ اسلام کے خلاف دجل کے یہ طریق استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی بقا کے لئے اور اسلام کی ترقی اور استحکام کے لئے جماعت کے سامنے یہ منصوبہ رکھا جا رہا ہے۔ ان قربانیوں اور ایثار کے نمونوں کو پیش کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو جاؤ اور عملی طور پر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کے مطابق نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قبیلوں کے نمائندے مدینہ میں آپ کے پاس جمع ہوتے رہتے تھے۔

اور علمِ دین سیکھتے اور علمِ قرآن سیکھتے۔ قرآن کریم کے بعض حصّوں کو یاد کرتے تفقُّہ فی الدین حاصل کرتے۔ اور پھر وہ اپنی قوم میں واپس جاتے اور اس طرح احیاءِ دینِ اسلام کے سامان پیدا کرتے۔ جو لوگ وہاں مدینہ میں آتے وہ بھی اپنے وقت کی قربانی دیتے علمِ دین سیکھنے کے لئے بھی اور علمِ دین سکھانے کے لئے بھی اور ان سے علمِ دین سیکھنے والے بھی اپنے وقت خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو مدینہ میں آنے کا ان کے نفسوں کو تو فائدہ پہنچ جاتا اُن سے دوسروں کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا لیکن اس سکیم اور اس منصوبہ کی اصل غرض تو تھی ہی یہ کہ

لوگ باہر سے مرکز میں آئیں

دین سیکھیں ضروریات اسلام کا علم حاصل کریں پھر واپس جائیں۔ اور یہ باتیں اپنے دوسرے بھائیوں کو بتائیں۔

پس "طواف" کا مقصد حاصل نہیں ہوتا جب تک یہ طائفہ وطائفین اور یہ لوگ وقت کی قربانی دینے والے نہ ہوں۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے پاکیزگی اور طہارت کی تعلیم دی ہے اور خدا تعالیٰ نے ایسی امّت پیدا کر دی ہے جو اپنے وقتوں کو قربان کر کے خدا اور اس کے رسول کے لئے مرکز میں جمع ہوتے ہیں اور واپس جا کر خدا اور رسول کی رضا کے لئے اپنے بھائیوں کو علم قرآن سکھاتے علمِ دین ان کو بتاتے۔ جو تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ اسلام کی حفاظت یا اسلام کی اشاعت کے لئے۔ وہ باتیں ان کے سامنے رکھتے اور ان کے دل میں خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے کے لئے بشاشت پیدا کرتے۔

اِس حکم کو اس وقت کی قوموں اور قبائل نے خوب اچھی طرح سمجھا تھا۔ چنانچہ

ابنِ عباس کی روایت ہے

کَانَ یَنْطَلِقُ مِنْ کُلِّ حَیٍّ مِّنَ الْعَرَبِ عِصَابَۃٌ فَیَاْتُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْأَلُوْنَہٗ عَمَّا یُرِیْدُوْنَ مِنْ اَمْرِ دِیْنِہِمْ وَیَتَفَقَّھُوْا فِیْ دِیْنِہِمْ (تفسیر ابن کثیر سورہ توبہ آیت وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ)

ابنِ عباس کی روایت ہے کہ عرب کے ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوُا کرتی تھی۔ اور جن باتوں کا انہیں پہلے علم نہ ہوتا ان کے متعلق وہ پوچھتے۔ بصیرت حاصل کرتے۔ مسائل کی حکمتیں معلوم کرتے اور پختہ ہو جاتے اپنے دین پر۔ اور تفقّہ فی الدین کو حاصل کرتے۔ پھر وہ واپس جاتے اور دوسروں کو جا کر وہ سکھاتے تھے۔ چنانچہ بہت تفصیل کے ساتھ ان وفود کا ذکر ہماری تاریخ میں پایا جاتا ہے جو اس غرض کے لئے اور اس حکم کو پورا کرنے کے لئے مدینہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور دین سیکھنے کے لئے وہاں ٹھہرتے تھے۔ ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ پھر تیسرا گروہ پھر ایک اور گروہ آجاتا تھا۔ ایک تسلسل جاری تھا۔ اور اس تسلسل میں دین کی بقاء کے سامان رکھے گئے تھے۔ مثلاً

تاریخ ہمیں بتاتی ہے

کہ ایک وقت میں بحرین سے چودہ نمائندے آئے تھے اور اسی طرح حضر موت (یمن) سے اسّی نمائندے آئے تھے۔ اور اسی طرح ستّر اسّی افراد پر مشتمل ایک وفد بنو تمیم کا آیا دین سیکھنے کے لئے اور یہ وفود یَبْقَوْا بِالْمَدِیْنَۃِ مُدَّۃً یَتَعَلَّمُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَالدِّیْنَ ثُمَّ خَرَجُوْا اِلٰی قَوْمِہِمْ دین سیکھا پھر اپنی قوم میں گئے اور انہیں دین سکھلایا۔

مَیں نے یہ چند مثالیں صرف اس لئے بیان کی ہیں تاکہ بیرونی جماعتوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ اب تو وہ شاید ایک نمائندہ بھی نہیں دیتیں ان کلاسز کے لئے جو یہاں جاری کی جاتی ہیں لیکن اس طرح کام نہیں بنے گا بلکہ کافی تعداد میں لوگوں کو یہاں آنا پڑے گا۔ تب ہم دینِ اسلام کی خدمت کما حقہٗ کر سکتے ہیں۔

بہرحال اس کی تفصیل تو مَیں اُس وقت بتاؤں گا جب میں ان مقاصد پر بطور وعدہ کے بیان کو ختم کر چکوں گا اور ان وعدوں پر بطور ذمّہ داری کے اپنے بیان کو شروع کروں گا کیونکہ یہ ساری ذمّہ داریاں ہیں جو مسلمانوں پر اور خصوصاً اس وقت میں ہم احمدیوں پر عائد ہوتی ہیں۔

تیرھواں مقصد

وَالْعَاکِفِیْنَ میں بیان ہوُا تھا اور بتایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ سے ایک ایسی قوم پیدا کی جائے گی جو اپنی زندگی خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف کرنے والی ہوگی اور واقفین کے اس گروہ میں قوم قوم اور ملک ملک کے نمائندے شامل ہوں گے یہ غرض بھی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پوری ہوئی ہے۔ اس سے پہلے اس کے پورا ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ قوم قوم کے نمائندے وہاں آ ہی نہ سکتے تھے۔ مکّہ کا نہ انہیں علم تھا نہ اس کی محبت ان لوگوں کے دلوں میں تھی۔ مَیں نے بتایا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مقاصد کو پورا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ"

اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تم سے یہ امید رکھتے ہیں کہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھا کرو۔ دنیا کے تمام تعلقات سے مُنہ موڑ کے خالصۃً خدا کے لئے اپنی زندگی کے چوبیس گھنٹے چند ایام کے لئے گزارو۔ تاکہ وقف کی روح کو زندہ کیا جائے۔ اور چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنایا گیا ہے۔ اس لئے وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ کے معنے یہ ہوئے کہ میری خاطر تمہیں خطہ خطہ زمین میں بطور واقف گزارنا پڑے گا کیونکہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی اشارۃً بتایا تھا خانہ کعبہ یا بیت اللہ ایک مرکزی نقطہ ہے اور ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں اس کے اظلال بھی بنانے پڑیں گے یعنی اسی کی نقل میں انہی مقاصد کے حصول کے لئے اسی قسم کی پاکیزگی اور طہارت کو پیدا کرنے کے لئے جگہ جگہ پر ایسے مراکز کھولنے پڑیں گے جو بیت اللہ کے ظلّ ہوں گے اور ان کے قیام کی غرض وہی ہو گی جو بیت اللہ کے قیام کی غرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بتایا

کہ اَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ کہ ہر اس جگہ پر جہاں امّتِ مسلمہ تقویٰ کی بنیادوں پر بیت اللہ کا ظلّ قائم کرے گی۔ تمہیں بطور واقف کے بیٹھنا پڑے گا ورنہ یہ مقصد پورا نہیں ہو گا۔ اس کے متعلق بھی مَیں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ اگر خانہ کعبہ کی تعمیر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ واقفینِ اُمَم یعنے ہر مقام اور قبائل کے جو واقف ہیں وہ مرکز یا اس کے ظلّ میں آکر جمع ہوں اور وہاں بیٹھیں تو وقف اور ہجرت میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ صرف مکّہ سے ہی نہیں بلکہ دوسرے علاقوں سے بھی قبائل کے بعض نمائندے اپنے علاقہ کو چھوڑ کے اور اپنے قبیلے کو چھوڑ کر مدینہ میں آکے دھونی رما کے بیٹھ گئے تھے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔ ان کی جو ہجرت تھی۔ اپنی قوم یا اپنے ملک سے وہ اس قسم کی نہیں تھی

جو مکہ سے ہجرت تھی بلکہ اس قسم کی تھی جو ایک واقف کی ہجرت ہوتی ہے جو اپنا علاقہ چھوڑ کے، اپنی رشتہ داریاں چھوڑ کے، اپنے گھر بار کو چھوڑ کے اپنی جائداد کو چھوڑ کے خدا کے لئے مرکز میں آجاتا ہے اور پھر مرکز کی ہدایت کے مطابق دنیا کے مختلف حصوں میں کام کرتا ہے۔ مثلاً یمن میں ایک قبیلہ اشعریین کا تھا۔ وہاں کے ابوموسیٰ اشعری بڑے مشہور بزرگ صحابی ہیں ان کے ساتھ اسّی نفوس ہجرت کر کے مدینہ میں آگئے اور اسی طرح اور بہت سے قبائل ہیں تاریخ میں جن کا ذکر آتا ہے کہ وہ مدینہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کے لئے وہاں آگئے تھے جن میں سے ایک ابوہریرہؓ بھی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

چودھواں مقصد

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ میں بیان ہوا تھا اور بتایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ سے اقوامِ عالم ذاتِ باری اور صفاتِ باری کا کامل عرفان حاصل کریں گی۔ اور اس کے نتیجہ میں اطاعت، فرماں برداری، ایثار اور فدائیت اور قربانی کے وہ نمونے دکھائیں گی کہ جن کی مثال دنیا میں کوئی اور مذہب پیش نہ کر سکے گا اور جنہیں دیکھ کر دنیا حیرت میں ڈوب جائے گی۔

یہ مقصد بھی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پورا ہوا اور آپؐ کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں نہ صرف آپ کے زمانہ میں بلکہ بعد میں بھی ہر صدی میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جو اس مقصد کو پورا کرنے والے تھے۔ اس کی تفصیل میں بھی مَیں اس وقت جانا نہیں چاہتا اللہ تعالےٰ نے توفیق عطا کی تو جب مَیں ذمہ داریوں کی طرف دوستوں کو توجہ دلاؤں گا اس وقت مَیں اس کی تفصیل میں جاؤں گا۔ انشاء اللہ۔

پندرھواں مقصد

بَلَدًا اٰمِنًا میں بیان ہوا تھا اور وعدہ دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس گھر کو دُنیا کے ظالمانہ حملوں سے اپنی پناہ میں رکھے گا۔ اور اس کے مٹانے کی ہر کوشش ناکام کر دی جائے گی۔ بلکہ حملہ آور تباہ اور برباد ہوں گے۔ اور اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ ہم نے مکّہ کی حفاظت ایک خاص غرض کے ماتحت کی ہے اور بتایا تھا مکّہ کی حفاظت اس لئے کی جائے گی تا دنیا پر یہ بات واضح کریں کہ جس نبی اکرم (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہم اس مقام سے مبعوث کرنا چاہتے ہیں وہ ہماری حفاظت میں ہوگا۔ اور تا دُنیا یہ جان لے کہ جو شریعت ہم اس میں نازل کرنا چاہتے ہیں اس کے بھی ہم ہی محافظ ہوں گے۔

تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا کی پناہ میں ہونا۔ اور اس نبیٔ معصوم پر جو شریعت نازل ہوئی ہے اس کا پوری طرح اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہونا۔ خانہ کعبہ کی حفاظت میں ان ہردو کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ

قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا

کہ جو وعدہ دیا گیا تھا اس وعدہ کے مصداق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اس آیت کی ابتدا یوں ہوتی ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ کہ جو ہدایت اور جو تعلیم اور جو شریعت تم پر نازل کی گئی ہے تم بلاخوف اور بغیر خطرے کے دلیری کے ساتھ اس کی تبلیغ کرو اور اس آبِ حیات کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ۔ لیکن ہم تمہیں یہ بتاتے ہیں کہ اس تبلیغ پر دنیا راضی نہیں ہوگی۔ اور خوش نہیں ہوگی بلکہ وہ ہزار منصوبے بنائے گی تمہیں قتل کرنے کے، تمہیں ہلاک کرنے کے، تمہیں مٹا دینے کے، تمہاری تنظیم کو مٹا دینے کے۔ لیکن تم دنیا اور اس کے منصوبوں اور سازشوں کی پرواہ نہ کرو کیونکہ ہمارا تم سے یہ وعدہ ہے کہ تم ہماری پناہ میں ہو۔ ہماری حفاظت میں ہو۔ دنیا جو چاہے کرے دنیا کی سب طاقتیں بھی اکٹھی ہونا چاہتی ہیں ہو لیں تمہیں تباہ نہیں کر سکتیں تمہیں ہلاک نہیں کر سکتیں اس لئے تم بغیر کسی خوف اور خطرے کے اپنی تبلیغ میں لگے رہو کیونکہ ہم تمہاری حفاظت کرنے والے ہیں۔ ہمارے فرشتے آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہیں ہلاکت سے بچائیں گے اور محفوظ رکھیں گے۔

اس آیت کو شروع کیا گیا ہے تبلیغ پر زور دینے سے اور پھر تسلّی دلائی گئی ہے کہ جب تم تبلیغ کرو گے تو تمہارے خلاف فتنے تو کھڑے ہوں گے مگر تم ہلاک نہیں ہو گے۔ تکلیفیں تو دنیا میں دنیا والوں سے خدا تعالےٰ کے لئے خدا کے بندوں کو پہنچتی ہی ہیں لیکن

تم خدا تعالےٰ کی پناہ میں ہو

اور خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ تمہیں کوئی طاقت ہلاک نہیں کر سکتی، مٹا نہیں سکتی۔ اگر یہ وعدہ اُمّتِ محمدیہ کو نہ دیا جاتا تو بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ کا جو فریضہ تھا وہ کبھی ادا نہ کر سکتی کیونکہ انہیں یہ فکر ہوتی کہ اگر دشمن نے ہمیں ہلاک کر دیا تو تبلیغ کا راستہ کلیّۃً منقطع ہو جائے گا۔ خدا تعالےٰ نے کہا تم میں سے بعض مارے جا سکتے ہیں۔ تم میں سے بعض ہلاک کئے جا سکتے ہیں۔ تم میں سے بعض قید کئے جا سکتے ہیں۔ تم میں سے بعض تبلیغ کے لحاظ سے پابند کئے جا سکتے ہیں۔ تم میں سے بعض کی زبان بندی کی جا سکتی ہے۔ تم میں سے بعض کی قلم بندی کی جا سکتی ہے لیکن بحیثیتِ مجموعی اُمّتِ مسلمہ اس قسم کے ابتلاء اور اس قسم کے مصائب سے خدا تعالےٰ کی پناہ میں ہے اور

اس قسم کی کوئی مصیبت اس پر نہیں آسکتی

جو صفحۂ ہستی سے ان کو مٹا دے۔

اگر آپ غور کریں تو ایک وقت وہ بھی تھا کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی حفاظت میں نہ ہوتے تو مکّہ کا ایک سر پھرا آپؐ کو قتل کر دیتا۔ یعنی اسلام کو مٹانے کے لئے صرف ایک آدمی کی ضرورت تھی۔ پھر ایک وقت وہ آیا کہ اگر تین ہزار آدمی مرنے کے لئے تیار ہو جاتے تو بظاہر اسلام کو مٹا دیتے۔ لیکن خدا نے کہا کہ مَیں اتنے آدمی اور اتنی طاقت اسلام کے مخالف کو نہیں دوں گا کہ وہ اسلام پر کاری ضرب لگا سکے۔ چنانچہ بدر کے میدان میں قریباً تین گنا طاقت کے ساتھ وہ آئے تھے۔

بعض صحابہ شہید بھی ہوئے۔ لیکن انہیں مٹنے نہیں دیا گیا۔ پھر جب تک مکہ میں اور عرب میں اسلام مضبوط نہیں ہوگیا۔ قیصر اور کسریٰ کو خدا نے اجازت نہیں دی کہ وہ اسلام کو مٹانے کی کوشش کر دیکھیں۔ لیکن جب اسلام ملک عرب میں مضبوط ہوگیا۔ تو قیصر و کسریٰ کو بھی اجازت دی گئی کہ وہ اسلام کے خلاف جس قدر چاہیں زور لگالیں اور جو کچھ ان سے بن آیا اسلام کی مخالفت میں انہوں نے کیا مگر ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھا اور

سب سے بڑا معجزہ جو ہمیں نظر آتا ہے

وہ یہ ہے کہ کسی وقت بھی مخالفین کو اتنی طاقت نہیں دی گئی کہ وہ امت مسلمہ کو کلیۃً مٹادیں۔ ایک حصہ نے قربانی دی۔ ایک حصہ سے اللہ تعالیٰ نے قربانی لینی چاہی اور بشاشت سے اس کی راہ میں انہوں نے مصائب کے پہاڑ جھیلے لیکن امت مسلمہ بحیثیت ایک امت کے ہمیشہ خدا کی پناہ میں رہی۔ اب مثلاً ہمارے زمانہ میں دجالی طاقتوں نے اس قدر قوت حاصل کر لی ہے کہ اگر وہ چاہتے یا اگر وہ چاہیں تو دنیا کے سارے مسلمانوں کو قتل کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جہاں پہلے دوسری قسم کے معجزے دکھائے اب یہ معجزہ دکھایا۔ کہ انسان کی عقل پر فرشتوں کا پہرا بٹھا دیا۔ اور ان کو کہا کہ یہ زمانہ تلوار کے ساتھ مذہب کو مٹانے کا نہیں۔ دلائل سے مقابلہ ہونا چاہیے۔ ان کے پاس طاقت تو ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی توجہ کو اس طرف سے ہٹا دیا کہ وہ طاقت کے ذریعہ مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش کریں۔ پس آج اگر دجالی مادی طاقت کو استعمال کر کے ہر مسلمان کو قتل کرنا چاہے۔ تو اس کے اندر یہ طاقت تو ہے۔ لیکن خدا نے کہا کہ طاقت تو دے دی ہے لیکن اس کے استعمال کی اجازت نہیں دوں گا۔ اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کے خلاف۔

جس طرح نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو وعدہ دیا گیا خصوصی حفاظت کا اسی وجہ سے اور اسی غرض کے پیش نظر

امت مسلمہ کو بھی خصوصی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے

اور عملاً دنیا میں کبھی بھی خدا تعالیٰ نے مخالفین کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ امت مسلمہ کو کلیۃً دنیا سے مٹادیں۔ اپنے ہی حالات دیکھ لو۔ ایک وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے ایک آدمی کافی تھا۔ کوئی جماعت آپ کے ارد گرد نہیں تھی ایک بار صرف بارہ آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ دہلی کے سفر میں بڑا بلوہ ہوا۔ باہر کی دیوار یا دروازہ توڑ کے مخالف صحن میں گھس آئے اور اندر کے دروازے کو توڑ رہے تھے کہ پتہ نہیں کیوں؟ وہ وہاں سے بھاگ اٹھے اور واپس چلے گئے وہ کیوں بھاگے؟ اس سوال کا جواب اس آیۃ میں ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہو۔ یا جو قوم خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہو۔ دنیا کا کوئی مکر دنیا کا کوئی منصوبہ اور دنیا کی کوئی طاقت اسے یا انہیں مٹا نہیں سکتی اور یہ وعدہ جو ہے یہ دلوں کو مضبوط کرنے والا اور قربانیوں پر ابھارنے والا ہے۔

دوسرے

اس میں یہ اشارہ کیا گیا تھا

کہ جو شریعت دی جائے گی اس نبی کو وہ بھی محفوظ ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کہ اس ذکر اور اس قرآن کریم کو ہم نے اتارا ہے اور اس کی حفاظت کے سامان مہیا کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے جس طرح ہمارا اس نے حفاظت کی اور کرتا چلا آرہا ہے۔ جب کثرت کے ساتھ کاغذ پر قرآن کریم لکھا جا کر اس کی اشاعت کے ذریعہ اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے لاکھوں ذہنوں کو اس بات کے لئے تیار بھی کیا۔ اور اس کی طاقت بھی دی کہ وہ قرآن کریم کو حفظ کر لیں اور ان میں سے ہزاروں ایسے بھی پیدا ہوئے جن کا حافظہ اتنا اچھا تھا۔ کہ وہ زیر و زبر کی غلطی بھی کبھی نہیں کرتے تھے لیکن سارے مل کے تو ایسا حافظہ رکھنے والے تھے کہ اگر کوئی غلطی کر جاتا تھا۔ تو دوسرا فوراً اس کی تصحیح کرنے والا بھی موجود ہوتا تھا۔ یعنی بحیثیت مجموعی حفاظ قرآن غلطی نہیں کر سکتے تھے۔

پھر یہ بتانے کے لئے کہ حفاظ کی بہ کثرت اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت کے ماتحت پیدا ہوئی تھی۔ جب قرآن کریم کاغذ کے اوپر شائع ہونا شروع ہوگیا۔ تو حفاظ کی تعداد کم ہونی شروع ہوگئی اور اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ وہ ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہی پیدا کردہ تھا

انسانی تدبیر کا اس میں دخل نہ تھا

معانی کے لحاظ سے ہر صدی میں اللہ تعالیٰ نے ایسے بزرگ اولیاء پیدا کئے صدی کے شروع میں بھی صدی کے وسط میں بھی اور صدی کے آخر میں بھی۔ کہ جو خدا تعالیٰ کی توفیق سے خدا تعالیٰ کا اس قدر قرب حاصل کرنے والے تھے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کو علم قرآن سکھاتا تھا خود ان کا معلّم تھا۔ اور اپنے وقت کی ضرورتوں کو وہ پورا کرنے والے اور اپنے وقت کے مسائل کو وہ حل کرنے والے اور اپنے وقت کی الجھنوں کو وہ سلجھانے والے تھے

پھر اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے

ایک نہایت ہی زبردست تحریک

دنیا میں جاری کی ہے تمام اکناف عالم میں اسلام کو غالب کرنے کی اور اسلام کے نور کو پھیلانے کی اور ہمیں اس نے محض اپنے فضل سے یہ توفیق عطا کی ہے۔ کہ ہم آپ کی جماعت میں شامل ہوں اور ہمارے لئے یہ موقع مہیا کیا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو وہ قربانیاں جو خدا تعالیٰ ہم سے لینا چاہتا ہے ہم اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس کی رضا کو حاصل کرنے والا بنے۔

تو لفظی حفاظت بھی اور معنوی حفاظت بھی قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے کی ایسے حالات میں ایسے طریق پر یہ حفاظت کی کہ کوئی عقلمند شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو قرآن کریم کی حفاظت کی گئی ہے۔ وہ کسی انسانی تدبیر کا نتیجہ نہیں ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ اور خاص اس کی حفاظت کی وجہ سے ہے۔ جس کا اس نے وعدہ دیا تھا۔ وہ اپنے وعدوں کا سچا۔ اپنے قول کا صادق ہے اس نے اپنے وعدے کو پورا کر دکھایا

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے

کہ ہمیں بھی وہ ان بندوں میں شامل کرے کہ جن کے ذمہ وہ یہ لگائے۔ کہ قرآن کریم کی معنوی حفاظت کریں یعنی صحیح علم قرآن وہ حاصل کرنے والے ہوں۔ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے نہ ہوں اپنے دنیوی مطلب کے حصول کے لئے قرآن کریم کو استعمال کرنے والے نہ ہوں۔ بلکہ قرآن کریم کے حقیقی علوم وہ اپنے رب سے سیکھنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کے ان پیاروں میں شامل ہوں جن پر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرتا اور ان کے ذریعہ سے اس عظیم کتاب مکنون کے علوم ضروریہ کے چہرہ سے پردوں کو ہٹاتا ہے۔ اور وہ ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کرے۔ جن کی زبان پر تو قرآن ہوتا ہے۔ لیکن جن کا دل قرآن کے نور سے خالی ہوتا ہے۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو پڑھنے کیلئے دے ...

حدیث النبیؐ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰی (بخاری)

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اعمال کا دارومدار انسان کی نیتوں پر ہے۔ اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملتا ہے۔

تشریح۔ اس حدیث شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی اعمال جو بظاہر نیک نظر آتے ہیں وہ کئی اقسام میں منقسم ہیں۔ مثلاً بعض کام تو انسان صرف دوسروں کی نقل کے طور پر کرتا ہے بعض کام انسان عادی ہونے کی وجہ سے کرتا ہے۔ اور بعض کام لوگ محض دکھاوے اور ریا کے طور پر کرتے ہیں تا کہ لوگ ان کو اچھا سمجھیں۔ حالانکہ ان کے دل ان کے اعمال کے ساتھ نہیں ہوتے۔

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ سب سے اچھا عمل وہی ہے کہ جو نہ تو دکھاوے کے طور پر کیا جاوے اور نہ عادت کے طور پر کیا جاوے اور نہ ہی کسی کی نقل میں کیا جاوے بلکہ حقیقی اور صحیح عمل وہ ہوگا جس میں دل کی سچی نیت شامل ہو اور زبان سے نیت کی تصدیق کی جاوے جیسا کہ کہتے ہیں کہ "اقرار باللسان و تصدیق بالقلب" اور ساتھ ہی تیسری چیز جو سب سے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے اعضاء اس عمل کے کرنے پر گواہی بھی دیں۔ کیونکہ اگر انسانی جوارح بیان کردہ شرائط کے مطابق فعل نہیں کریں گے تو وہ انسان کو بدعمل بنا دیں گے۔ اور اگر زبان نیت کے مطابق نہ ہوگی۔ تو وہ ایک انسان کو بزدل بنا دے گی۔ اور اگر کسی انسان کے دل میں سچی نیت نہیں تو اس پر منافق کا لیبل لگ جائے گا۔

پس صحیح عمل وہی ہے کہ جو دل کے سچے ارادہ اور خلوص نیت کے ساتھ کیا جاوے اور یہی وہ عمل ہے جو خدا کی طرف سے حقیقی جزا پانے کا مستحق ہوتا ہے۔ انسان اپنے ظاہری دنیوی اعمال کو بھی اپنی پاک نیت کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے دینی اعمال میں تبدیل کر سکتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر فرماتے ہیں کہ اگر ایک خاوند اس نیت سے اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ ڈالتا ہے کہ میرے خدا کا یہ منشاء ہے کہ میں اپنی بیوی کا خرچ مہیا کروں اور اس کے آرام کا خیال رکھوں تو اس کا یہ فعل بھی خدا کے حضور ایک نیکی شمار ہوگا۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا میں لاکھوں انسان صرف اس لئے نماز پڑھتے ہیں کہ انہیں بچپن سے نماز پڑھنے کی عادت پڑ چکی ہے۔ اور لاکھوں انسان صرف اس لئے روزہ رکھتے ہیں کہ ان کے اردگرد کے لوگ روزہ دار ہوتے ہیں۔ اور لاکھوں انسان صرف اس لئے حج کرتے ہیں کہ تا لوگوں میں ان کا نام حاجی مشہور ہو۔ اور وہ نیک سمجھے جائیں۔ اور ان کے کاروبار میں ترقی ہو۔ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ایسے تمام اعمال کو باطل اور بے بنیاد قرار دیتی ہے۔ اور ایک باطل عمل خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی نیک نظر آئے خدا کے حضور کوئی اجر نہیں پا سکتا۔ لاریب سچا عمل وہی ہے جس کے ساتھ سچی نیت ہو۔ اور عمل کا اجر بھی نیت کے مطابق ہی ملتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالے ہماری نیتوں اور اعمال میں یکرنگی پیدا فرمائے۔ اور ہمیں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (م۔ن)

احمدیت کا روحانی انقلاب

بہت سے لوگوں کو اس کا علم ہی نہیں کہ احمدیت دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کر رہی ہے اور اسلام سے دور لوگوں کو اسلام کے قریب لا رہی ہے۔ دوسرے لوگوں کے نام الفضل جاری کروا کر انہیں احمدیت کی ان کامیابیوں سے روشناس کرائیے۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات

حلّت و حرمت کے قرآنی احکام

یورپ کے بعض مستشرقین نے قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے انہیں کسی حکمت کی بناء پر نہیں بلکہ محض تورات کے احکام کی نقل کرتے ہوئے حرام کہہ دیا ہے۔

اگر اس اعتراض پر ادنےٰ تدبر بھی کیا جائے تو یہ سراسر غلط اور بے بنیاد ثابت ہو جاتا ہے۔ اول تو کئی اشیاء ایسی ہیں جنہیں تورات نے حرام کہا ہے۔ مگر قرآن مجید انہیں حرام قرار نہیں دیتا۔ مثلاً اونٹ کو تورات میں حرام کہا گیا ہے۔ (احبار باب ۱۱ آیت ۴) لیکن اسلام میں اس کا کھانا جائز ہے۔ اسی طرح تورات خرگوش کو کھانا حرام قرار دیتی ہے (احبار باب ۱۱ آیت ۶) لیکن اسلام اسے حلال قرار دیتا ہے۔ اگر قرآنی احکام تورات ہی کی نقل کرتے تو چاہیئے تھا کہ تورات کے تمام احکام حلت و حرمت کے متعلق قرآن مجید میں بیان کر دیئے جاتے۔ مگر امر واقع یہ ہے کہ اس نے تورات کے کئی احکام کو چھوڑ دیا ہے۔ جو ثبوت ہے اس امر کا کہ تورات کے احکام کی قرآن مجید نے نقل نہیں کی۔

اس سلسلے میں دوسرا ضروری امر یہ بھی پیش نظر رہے کہ تورات نے اپنے احکام میں حرمت کی کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ مگر قرآن پاک حرمت کی وجوہ اور حکمتوں پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ جس سے یہ اعتراض خود بخود باطل ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالے سورۃ انعام میں فرماتا ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَۃً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(انعام آیت ۱۴۶)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالے نے یہ بتایا ہے کہ مردہ اور بہا ہوا خون اور سور کا گوشت حرام ہونے کی وجہ ان کا تکلیف دہ ہونا ہے۔ جس کے معنی گند اور عذاب کے ہوتے ہیں۔ پس مراد یہ ہے۔ کہ یہ چیزیں چونکہ گندی ہیں اور انسان کے لئے روحانی اور جسمانی لحاظ سے دکھ کا موجب ہیں اس لئے انہیں حرام قرار دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ حرمت و حلت کے بارے میں تورات اور قرآن پاک کے احکام میں ایک فرق تو یہ ہے کہ کئی چیزیں تورات نے حرام قرار دی ہیں۔ مگر قرآن مجید نے انہیں حلال ٹھہرایا۔ اور دوسرا بڑا بھاری فرق یہ ہے کہ تورات نے اپنے احکام کی کوئی حکمت بیان نہیں کی۔ مگر قرآن پاک کو یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے دیگر احکام کی طرح حرمت و حلت کے احکام کی بھی نہایت بلیغ رنگ میں حکمتیں بیان فرماتا ہے۔ لہٰذا مستشرقین کا یہ اعتراض سراسر باطل ہوتا ہے کہ قرآن پاک نے تورات کے احکام کو ہی نقل کر دیا ہے۔ (غ۔ا)

قطعہ

تو مومن ہے تو محکم ہو تری بات
صلابت سنگ کی کردار میں ہو
مگر سینے میں دل درد آشنا ہو
کہ جیسے آبجو کہسار میں ہو

سعید احمد اعجاز

تاریخ اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار

ایک شخص جس کا نام اراشہ تھا مکہ میں اونٹ بیچنے کے لئے لایا۔ ابوجہل جس کا نام عمر تھا مگر اس کی دانائی کی وجہ سے ابوالحکم کہا جاتا تھا نے اس سے اونٹ خرید لئے مگر قیمت ادا کرنے میں لیت و لعل کرنے لگا۔ اراشہ چونکہ مکہ میں کسی کو نہیں جانتا تھا اور کسی سے اس کو مدد کی امید نہیں تھی اسلئے وہ بہت گھبرا گیا۔ ابوجہل مکہ کے رئیسوں میں شمار ہوتا تھا اور بڑا جابر شخص تھا۔ کوئی اراشہ کی پاسداری کرنے کو تیار نہیں تھا۔ چنانچہ ایکدن وہ جب قریش کعبۃ اللہ کے پاس جمگھٹا لگائے ہوئے تھے اور لاف زنی کر رہے تھے۔ اراشہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے معززین آپ میں سے ایک سردار ابوالحکم نامی نے میرے اونٹوں کی قیمت ادا نہیں کی اور منت سماجت کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا آپ کوشش کر کے مجھے میرا روپیہ دلوا دیں۔ قریش سرداروں نے ازراہ شرارت اس سے کہا کہ یہاں محمد بن عبداللہ نامی شخص ہے وہ تمہیں ابوالحکم سے قیمت دلوا سکتا ہے۔ یہ سن کر اراشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنا مطلب بیان کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی وقت اراشہ کو ساتھ لے کر ابوجہل کے مکان پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل باہر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا یہ شخص کہتا ہے کہ تم نے اس کا کچھ روپیہ دینا ہے۔ اسکو ادا کر دو۔ ابوجہل سنتے ہی اندر گیا اور رقم لا کر اراشہ کے حوالے کر دی۔ اراشہ رقم لے کر خوش خوش قریش کے پاس گیا تا ان کا بھی شکریہ ادا کرے۔ مگر قریش یہ سنکر سخت حیران ہوئے کہ ابوجہل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر فوراً رقم ادا کر دی ہے۔ بعدہٗ جب قریش نے ابوجہل سے حقیقت پوچھی تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم جب محمد نے بلایا اور میں باہر آیا تو دیکھا کہ اس کے ساتھ ایک بدمست غضبیلہ اونٹ کھڑا ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ اگر میں نے ذرا بھی چوں چرا کی تو وہ اونٹ مجھ پر حملہ کر دے گا اور مجھے جان سے مار ڈالے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس واقعہ سے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلیٰ اخلاق پر روشنی پڑتی ہے۔ آپ نے مظلوم کی مدد کرنے کو تیار تھے۔ خواہ آپ کو اسکے لئے اپنے بدترین دشمن کے پاس جانا پڑے۔ ابوجہل سے بڑا دشمن آپ کا کون ہو سکتا تھا مگر آپ نے ایک مسافر کی مدد کرنے کے جذبہ سے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور خود دشمن کے گھر جا کر مظلوم کی مدد کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کو حق کی فتح پر کامل اور غیر متزلزل یقین تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے آپ کو "علیٰ خُلُقٍ عَظِیْم" اور رحمۃ للعالمین کے خطاب عطا کئے ہیں اور مومنوں کے لئے آپ کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

نشانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صداقت اسلام کے اظہار کیلئے نشان نمائی کی عظیم الشان دعوت

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جبکہ برصغیر ہند و پاکستان میں بالخصوص مذاہب عالم کی باہمی کشمکش زوروں پر تھی ہر مذہب کے متبعین کی طرف سے اپنی سچائی اور فضیلت کا دعویٰ کیا جاتا تھا اور اسکے لئے بزعم خود دلائل بھی دئے جا رہے تھے۔ ایک عام شخص کے لئے یہ موازنہ کرنا بہت مشکل تھا کہ ان میں سے کونسا مذہب اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور کون جھوٹا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مبعوث ہو کر اس بحث کا رنگ اور اسلوب ہی بدل ڈالا۔ آپ نے مذاہب عالم کا موازنہ کرنے کے لئے ایک ایسے طریق کار کا اعلان فرمایا جو تمام

مذاہب کی

باہمی کشمکش کا آخری اور حتمی فیصلہ کر دینا تھا اور تحقیق حق کی جستجو کرنے والا ہر شخص اس سے مطمئن ہو سکتا تھا۔ آپ نے اسلام کے ایک بطل جلیل کی حیثیت سے یہ اعلان فرمایا کہ زندہ اور کامل مذہب وہ ہے جو خشک دلائل اور منطقی موشگافیوں پر ہی اپنا انحصار نہ رکھے بلکہ ہر زمانہ میں اپنی سچائی کے زندہ نشانات اور معجزات ظاہر کرے اور یہ خصوصیت صرف اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اسکے متبعین کے ذریعے ہر زمانہ میں تازہ بتازہ روحانی برکتیں اور الٰہی تائیدات ظاہر ہو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہی برکتوں اور تائیدات الٰہیہ کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اور کوئی شخص ان میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

نشان نمائی کی یہ عظیم الشان دعوت آپ نے پہلی مرتبہ ۱۸۸۲ء میں دی۔ آپ نے تحریر فرمایا:۔

"آج تک کوئی ایسی صدی نہیں گذری جس میں خدا تعالیٰ نے مستعد اور طالب حق لوگوں کو قرآن شریف کی پوری پوری پیروی کرنے سے کامل روشنی تک نہیں پہنچایا اور اب بھی طالبوں کے لئے اس روشنی کا نہایت وسیع دروازہ کھلا ہے یہ نہیں کہ صرف گذشتہ صدی کا حوالہ دیا جائے جس طرح سچے دین اور ربانی کتاب کے حقیقی تابعداروں میں روحانی برکتیں ہونی چاہئیں اور اسرار خاصۂ الٰہیہ سے ملہم ہونا چاہیئے۔ وہی برکتیں اب بھی جوئندوں کے لئے مشہود ہو سکتی ہیں۔ جس کا جی چاہے صدق قدم سے رجوع کرے اور دیکھے اور اپنی عاقبت کو درست کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک طالب صادق اپنے مطلب کو پائے گا اور ہر ایک صاحب بصارت اس دین کی عظمت کو دیکھے گا۔ مگر کون ہمارے سامنے آ کر اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ وہ آسمانی نور ہمارے کسی مخالف میں بھی موجود ہے اور جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور افضلیت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کیا ہے وہ بھی کوئی روحانی برکت اور آسمانی تائید اپنے شامل حال رکھتا ہے۔ کیا کوئی زمین کے اس سرے سے اُس سرے تک ایسا متنفس ہے کہ قرآن شریف کے ان چمکتے ہوئے نوروں کا مقابلہ کر سکے کوئی نہیں ایک بھی نہیں"

نیز فرمایا:۔

"اس زمانہ کے پادری اور پنڈت اور برہمو اور آریا اور دوسرے مخالف چونکہ نہ اتنیں کہ وہ برکتیں کہاں ہیں وہ آسمانی نور کدھر ہیں جن میں اُمت مرحومہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور راستی کی برکتوں میں شریک ہے اور ان نوروں کی وارث ہے جن سے اور تمام قومیں اور تمام اہل مذاہب محروم اور بے نصیب ہیں۔۔۔۔ اس ثبوت دینے کے ہم آپ ہی ذمہ دار ہیں۔۔۔۔ پس اگر کوئی پادری یا پنڈت یا برہمو کہ جو اپنی کور باطنی سے منکر ہیں یا کوئی آریہ اور دوسرے فرقوں میں سے سچائی اور راستی سے خدا تعالیٰ کا طالب ہے تو اس پر لازم ہے کہ سچے طالبوں کی طرح اپنے تمام تکبروں اور غروروں اور نفاقوں اور دنیا پرستیوں اور ضدوں اور دشمنیوں سے بکلی پاک ہو کر فقط حق کا خواہاں اور حق کا جویاں بنکر ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور پھر صبر اور برداشت اور اعلیٰ اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پا دے۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم)

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے حضور کا یہ چیلنج پہلی مرتبہ ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد تا وصال حضور نے بڑی کثرت کے ساتھ اور مختلف رنگوں میں بار بار اس کو دہرایا اس کے لئے گراں قدر انعامات بھی مقرر کئے اور ہر ممکن کوشش فرمائی کہ مخالفین اسلام کسی نہ کسی طرح اسے قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ لیکن کسی کو بھی حضور کی مقرر کردہ شرائط کے مطابق اسے منظور کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جن لوگوں نے جزوی طور پر کچھ آمادگی ظاہر بھی کی انہوں نے بھی مختلف بہانوں سے راہ فرار اختیار کر لی اور بالآخر وہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلیوں کا شکار ہوئے

نشان نمائی کی یہ عظیم الشان دعوت اسلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ یہ دعوت آج بھی قائم ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ گذشتہ جلسہ سالانہ پر اسے پیش بھی فرما چکے ہیں۔ کاش کوئی اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔

(خ - ا)

سمائیرِ عیسائیت

عورتوں کے حقوق ــــ اور ــــ اسلام

لنڈن کی ایک عیسائی خاتون کی طرف سے مختلف مذاہب کی تعلیم کا دلچسپ موازنہ

فی زمانہ مغرب میں عیسائیت کی یکسر ناکامی کے نتیجہ میں جہاں ایک طرف دہریت اور لامذہبیت پھل پھول رہی ہے وہاں دوسری طرف اہلِ علم طبقہ میں ایک حد تک موازنۂ مذاہب کی تحریک بھی زور پکڑ رہی ہے۔ وہ لوگ جو بہر حال مذہب کی اہمیت کے قائل ہیں عیسائیت کی ناکامی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کے حل کے لئے دوسرے مذاہب کے مطالعہ کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ وہاں عیسائیت کے علاوہ دوسرے مذاہب کا مطالعہ پہلے بھی کیا جاتا تھا لیکن بالعموم یہ مطالعہ پادریوں کی تصنیف کردہ کتب تک ہی محدود ہوتا تھا۔ پادری دوسرے مذاہب کو جس رنگ میں پیش کرتے تھے وہاں کے عوام اسے من وعن قبول کر لیتے تھے۔ ظاہر ہے پادریوں کو کیا غرض تھی کہ وہ دوسرے مذاہب کی خوبیوں کو اجاگر کر کے اپنے عوام کے سامنے پیش کرتے دوسرے مذاہب اور ان میں سے بھی علی الخصوص اسلامی تعلیم کو بگاڑ کر پیش کرنا ان کا پرانا شیوہ تھا۔ اب جبکہ سائنسی ترقی کے موجودہ دور میں عیسائیت کے خلافِ عقل؛ بعید از قیاس اور دور از کار عقائد سے عوام کی بیزاری دن بدن بڑھتی جا رہی ہے وہاں کے ایک طبقہ میں دوسرے مذاہب کے ساتھ ساتھ اسلام کے براہِ راست مطالعہ کا رجحان بھی ترقی کر رہا ہے۔ اِس کے نتیجہ میں ان کا رفتہ رفتہ اسلام کی طرف مائل ہونا ایک قدرتی امر ہے۔

موازنۂ مذاہب میں اِس نئے رجحان کی نشاندہی لنڈن کی ایک عیسائی خاتون پٹریسیا ڈی فاؤکس کے اُس مضمون سے بھی ہوتی ہے جو "ٹائمز" نے اپنے ۱۵ رفروری ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں "ویمنز فیچر براڈکاسٹنگ" کے صفحہ پر "مذہب کے نزدیک عورت کا درجہ" کے زیرِ عنوان شائع کیا ہے۔ اِس میں اُس عیسائی خاتون نے اِس امر پہ روشنی ڈالی ہے کہ مختلف مذاہب نے معاشرہ میں عورت کا کیا درجہ متعین کیا ہے اور اُسے کیا کیا حقوق دئے ہیں۔ اِس بارہ میں مختلف مذاہب کی تعلیم کے موازنہ سے اسلامی تعلیم کی برتری آئینہ کی طرح نمایاں ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ جہاں اُس نے اسلامی تعلیم کا ذکر کیا ہے اُس میں صاف اِس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اسلام نے عورت کے جو حقوق آج سے چودہ سو سال پیشتر تسلیم کر کے اسے سوسائٹی میں ایک باعزت مقام عطا کیا تھا مغرب میں ان میں سے بعض حقوق اور وہ بھی نامکمل شکل میں اب آکر کہیں عورتوں کو ملے ہیں اور ملے بھی ہیں مذہب کی بنیاد پر نہیں بلکہ مروجہ عیسائیت کے برخلاف حکومتی قوانین کے ذریعہ۔

اِس بارہ میں اسلامی تعلیم کی برتری ثابت کرنے سے پہلے ہم پٹریسیا ڈی فاؤکس کے مضمون کے اُس حصہ کا ترجمہ درج کرتے ہیں جس میں اُس نے ہندو دھرم میں عورت کے مقام پر روشنی ڈالی ہے۔ اُس نے لکھا ہے کہ ہندوستان میں آریوں کے آنے کے بعد جس تہذیب نے جنم لیا اور جو نیا مذہب اُبھر کر سامنے آیا اس میں عورتوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہے:۔

"بعد میں اِس عقیدہ کی بناء پر کہ صرف بیٹے ہی والدین کو دوزخ کی آگ سے نجات دلا سکتے ہیں۔ بیٹے جننے کی مشین سے زیادہ عورتوں کی اور کوئی حیثیت نہ رہی۔ عورتوں کا بانجھ ہونا بدی شمار ہونے لگا۔ اور ان کا مسلسل بیٹیاں ہی جننا ان کے اَور بھی زیادہ گناہ گار ہونے کی علامت سمجھا جانے لگا۔ عورتوں کو مالکانہ حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ چھوٹی عمر میں شادی کا رواج اِس عقیدہ کی وجہ سے پڑا کہ لڑکی میں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کو ضائع ہونے دینا قتلِ جنین کے مترادف ہے۔ طلاق، میاں بیوی کی ایک دوسرے سے علیحدگی اور بیوہ کی شادی کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ ستی (یعنی بیوی کا خاوند کی وفات پہ چتا میں جل مرنا) کی رسم مقبول ہوتی چلی گئی۔ یہ تصور کر لیا گیا کہ عورت لازمی طور پر بدفطرت ہوتی ہے۔ عورت صرف اِس صورت میں ہی مکتی حاصل کر سکتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کی کامل طور پہ تابعِ فرمان ہو۔ اُس کے لئے لازمی ہے کہ وہ خاوند کا حکم مانے خواہ وہ اسے گناہ کا مرتکب ہونے پر ہی کیوں نہ مجبور کرے۔

از منۂ وسطیٰ کے شروع ہونے تک تو نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ عورت پہ یہ تہمت لگائی گئی کہ جونیوں کے لامتناہی سلسلہ کی اصل ذمہ دار عورت ہے۔ مذہبی تعلیم ہی نہیں حروف شناسی بھی اس کے لئے ممنوع قرار دی گئی۔ قانون کی کتابوں میں حقوق کے اعتبار سے اسے غلاموں اور بچوں کے مساوی درجہ دیا گیا۔ اُس پر یہ پابندی عائد کی گئی کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتی اور یہ کہ خاوند بدنی سزا کے ذریعہ بھی اس کی اصلاح کرنے کا حق رکھتا ہے۔ وہ اپنے خاوند کے پاؤں دھو کر اور دھوون (دُھلے ہوئے پیروں کا گدلا پانی) پی کر ایک حد تک نیکی کما سکتی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مندروں کی دولت بادشاہوں کی دولت سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔"

(دی "ٹائمز" لنڈن ۱۵ رفروری ۱۹۶۷ء)

ہندو دھرم میں عورت کی جانوروں سے بھی بدتر حالت کا نقشہ کھینچنے کے بعد پٹریسیا ڈی فاؤکس نے اس کے بالمقابل عورت کے درجے اور اس کے حقوق کے بارہ میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کرتے ہوئے لکھا:۔

"اسلام اِس لحاظ سے دلچسپی ابھارنے والا مذہب ہے کہ اس نے آج سے چودہ سو سال پیشتر ہی عورتوں کو اکثر و بیشتر وہ حقوق عطا کئے جو برطانوی عورتوں کو (انجیل کی رو سے نہیں۔ ناقل) پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعہ زمانۂ حال کے گذشتہ بیس تیس سال کے دوران اب کہیں آ کر ملے ہیں۔

عورتوں کے ساتھ سلوک کے بارہ میں بہت سی بُرائیاں جو اسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان کا تعلق رسوم و رواج سے ہے نہ کہ اسلامی عقائد سے۔ اسلام سے پہلے صحرائے عرب کے ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہنے والے قبائل کی عورتیں ناگفتہ بہ حالت میں زندگی بسر کر رہی تھیں۔ وہ لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے کیونکہ ان کا وجود جنگوں میں کسی طرح بھی مفید ثابت نہ ہو سکتا تھا۔ اگر اِس پسِ منظر میں دیکھا جائے تو محمدؐ کی نافذ کردہ اصلاحات نمایاں طور پر ترقی یافتہ نظر آتی ہیں۔

چار منکوحہ بیویاں رکھنے کی اجازت اُس وقت کے حالات میں درستیٔ اخلاق کی ضامن ثابت ہوئی۔ اِس کی وجہ سے جنگوں میں حصہ لینے والے عربوں کی بہت سی بیواؤں کے باقاعدہ گھروں میں آباد ہونے اور ان کے لئے تحفظ حاصل کرنے میں بہت مدد ملی۔ تعددِ ازدواج کی اجازت کے باوجود اکثر مسلمان عملاً ایک بیوی رکھنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اسلام کی اس بارہ میں ایک ہدایت یہ ہے کہ اگر سب بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ کر سکتے ہو تو پھر صرف ایک عورت سے ہی شادی کرو۔ بعض مسلم حکومتوں نے اِس ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تعددِ ازدواج پر قانوناً پابندیاں بھی عائد کی ہیں۔

مسلمانوں میں شادی ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ لڑکی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی رضامندی یا عدم رضامندی کا اظہار کرے یا شادی کے معاہدہ میں اپنی طرف سے بھی کسی شرط کا اضافہ کرے۔ خرابی اِس بات میں ہے کہ عورتوں میں تعلیم کی کمی ہوتی ہے نہ کہ اُن حقوق میں کہ جو عورتوں کو دئے گئے ہیں۔ البتہ عورت پر یہ پابندی ہے کہ وہ کسی غیر مسلم سے شادی نہ کرے۔

عورتوں کو (اپنے خاوند کے ساتھ ناچاقی کی صورت میں) اپنے لڑکوں پر سات سال کی عمر تک اور لڑکیوں پر اُس وقت تک کہ وہ شادی کے قابل ہوں سرپرستی اور دیکھ بھال کے حقوق حاصل ہیں۔ قدیم برطانوی قانون کے تحت ایک باپ اگر چاہتا تو ایک نوزائیدہ بچے کو بھی اُس کی ماں سے جدا کر کے کسی دایہ کے سپرد کر سکتا تھا اور ماں غریب کو یہ حق بھی حاصل نہ تھا کہ وہ یہ جان سکے کہ اس کا بچہ کہاں اور کن ہاتھوں میں ہے۔ ۱۹۳۵ء تک ایک برطانوی عورت کو ماں ہونے کی حیثیت میں باپ کے مساوی حقوق حاصل نہ تھے۔

ایک مسلمان عورت کو اپنے والدین اور خاوند کی جائیداد کا ایک مقررہ حصہ از خود ورثہ میں مل جاتا ہے۔ وہ اپنے ذاتی حق کے طور پر کسی جائیداد کو اپنی ملکیت میں رکھ سکتی ہے اور اگر چاہے تو اسے فروخت وغیرہ بھی کر سکتی ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسا حق ہے جو برطانیہ میں عورتوں کو ابھی حال ہی میں ملا ہے۔

پھر ایک مسلمان عورت کو دینی تعلیم کے حصول کی مردوں کے مساوی سہولتیں حاصل ہیں۔ وہ نماز میں دوسری عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے اور عورتوں میں دیگر مذہبی رسوم ادا کر سکتی ہے۔ عورتیں مسجدوں کے کسی علیحدہ یا عقبی حصہ میں جا کر مردوں کے ساتھ نمازوں میں بھی شریک ہو سکتی ہیں۔"

(دی "ٹائمز" لنڈن۔ ۱۵ رفروری ۱۹۶۷ء)

ہندومت اور اسلامی تعلیم کا یہ دلچسپ موازنہ نہ صرف ہندومت پہ بلکہ عیسائیت پہ بھی اسلام کی برتری کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کیونکہ عیسائیت نے عورت کے قطعاً وہ حقوق تسلیم نہیں کئے جو اسلام نے اسے عطا کئے ہیں۔ مغرب کی عیسائی عورتوں کو ان میں سے کچھ حقوق دو ہزار سال بعد اب کہیں آکر انجیل کی رو سے نہیں بلکہ حکومتی قوانین کے ذریعہ ملے ہیں۔ عیسائیت کے خلافِ فطرت عقائد سے بیزاری کے بعد مغرب میں موازنۂ مذاہب کے اِس جدید رجحان سے یہ امر ظاہر ہو رہا ہے کہ اسلام کے متعلق احرارِ یورپ کے مزاج و نظریات میں تبدیلی آتی جا رہی ہے اور وہاں کے ایک طبقہ میں اسلام کو سمجھنے اور اس کی خوبیوں کا اعتراف کرنے کا رجحان دن بدن ترقی

شذرات

(شاہد عجمی کے قلم سے)

مسیح دوراں کی روحانی بیاض

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درازیٔ عمر کا بہترین نسخہ یہ تجویز فرمایا ہے کہ
"انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے۔ اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلصوں کی ضرورت ہے۔" (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۲۹-۳۳۰)

خدائے حکیم و علیم کے بھیجے ہوئے آسمانی طبیب کی روحانی بیاض کا یہ ایک انتہائی قیمتی ورق ہے۔ اے کاش نور یقین اور نور بصیرت کی آنکھوں سے اس کا کوئی مطالعہ کرے اور لبیک یا امیر المومنین کہتے ہوئے پرچم اسلام تھام لے اور حقیقی اور خدائی برکتوں کے ساتھ معمور زندگی سے واقف ہو جائے۔

شام کے لئے دعائے خاص کی تحریک

استعماری طاقتوں نے اسرائیلی حکومت قائم کرکے اگرچہ عالم اسلام کے سینہ میں پہلے ہی خنجر گھونپ رکھا تھا۔ مگر اب وہ اسلامی دنیا کے قتل عام کے لئے کھلم کھلا میدان میں آگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے ناپاک منصوبوں سے محفوظ رکھے اور حق کو واضح غلبہ نصیب ہو۔ ممالک عربیہ میں سے خصوصاً شام کے مسلمان ہماری دعاؤں کے سب سے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ صیہونی جارحیت کا وہ ایک لمبے عرصہ سے براہ راست نشانہ بن رہے ہیں۔ دوسرے مامور وقت کی پیشگوئیوں میں یہ انذاری خبر بھی موجود ہے کہ ایک عالمگیر جنگ کا مرکز ملک شام ہوگا۔ (تذکرہ طبع دوم صفحہ ۷۹۵)
مگر ہم اس یقین و معرفت سے بھی لبریز ہیں کہ ؎

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا!
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

تفسیر صغیر کے معنوی کمالات کا ایک نمونہ

جناب مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی صدر المدرسین دار العلوم فیض الرسول (بھارت) "سوانح اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی" میں تراجم قرآن کا دلچسپ موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پارہ اول سورۂ البقرہ میں قرآن کا ارشاد ہے اَللّٰہُ یَسْتَھْزِیُٔ بِھِمْ اس آیت کا ترجمہ خود ساختہ "معمار اردو" سر سید نے یوں لکھا ہے "اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔" ڈپٹی نذیر احمد نے اس طرح لکھا ہے "اللہ ان کو بناتا ہے" شیخ محمد جالندھری نے یوں لکھا ہے "ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے" مرزا حیرت نے اس طرح لکھا ہے "اللہ ہنسی اڑاتا ہے ان کی" شیخ دیوبند محمود حسن نے یوں لکھا ہے "اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے" نواب وحید الزمان غیر مقلد نے یوں لکھا ہے "اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔" دیکھئے ان گنوار مترجمین کو تائید ربانی حاصل ہوتی اور ان کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا سچا تصور ہوتا تو وہ اس سبوح و قدوس کے حق میں دل لگی کرنا، ٹھٹھا کرنا، بنانا، ہنسی اڑانا وغیرہ بازاری محاورے ہرگز استعمال نہ کرتے یہ جانا کہ رب العزۃ جل جلالہ کی بارگاہ عظمت ٹھٹھا کرنے ہنسی اڑانے وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔ حضرت مرد مومن موید من اللہ ہی کا کام ہے اب آئیے اور اس کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے جو معارف قرآن کا راز داں ہے۔ اعلیٰحضرت (رضا خان بریلوی) آیت مذکورہ بالا کا ترجمہ یوں کرتے ہیں "اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے" (صفحہ ۲۴۵-۲۴۶ شائع کردہ نوری بک ڈپو متصل دربار داتا صاحب لاہور)

آپ "معماران اردو" سے کر "معارف قرآن کے راز دانوں" تک کے ترجموں کی بوالعجبیاں ملاحظہ کر چکے ہیں اب لگے ہاتھوں سیدنا المصلح الموعود کی "تفسیر صغیر" سے زیر نظر آیت کا ترجمہ بھی پڑھ لیجئے حضور ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اللہ انہیں (ان کی) ہنسی کی سزا دے گا"

حضور نے حاشیہ میں اس لطیف ترجمہ کی وجہ بھی بتائی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"عربی زبان میں جزائے جرم کے لئے بھی جرم کے لفظ استعمال کر لئے جاتے ہیں"

تفسیر صغیر کے علمی و معنوی کمالات اور تفسیری محاسن کا یہ صرف ایک نمونہ ہے جو بزبان حال پکار رہا ہے ؎

کچھ نہیں جانتے ہیں لطف تیرے کوچہ کا
ورنہ پھرنے کو تو مخلوق خدا پھرتی ہے

انگریزی کے خلاف فتویٰ

جناب سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی سوانح عمری میں لکھا ہے:۔

"ان کا تعلق دیوبند کے اس مدرسۂ فکر سے ہے جس نے انگریزی کا پڑھنا پڑھانا حرام قرار دیا تھا۔ وہ دیوبند کے فارغ التحصیل نہیں لیکن ان کی ذہنیت کا خمیر اسی خاک سے اٹھا ہے جن اکابر علماء نے سر سید کے مشن کی مخالفت کی۔ وہ ان پہ ہزار ہزار رحمتیں بھیجتے ہیں ... ... ان کے نزدیک انگریزی کا پڑھنا پڑھانا دونوں حرام ہیں۔ ایک دفعہ میں نے ان کے بچوں سے متعلق عرض کیا شاہ جی انہیں انگریزی پڑھا لیجئے ... ... بس اس پہ بگڑ بیٹھے "تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ انہیں زندہ دفنا دو" (سید عطاء اللہ شاہ بخاری مؤلفہ شورش صفحہ ۲۲-۲۳)

سنا ہے کہ شاہجہان کے وزیر اعظم سعد اللہ خان کے مولد چنیوٹ میں شاہ جی کے افکار کی اشاعت کے لئے ایک انگریزی نام سے کسی مجلس کی طرح ڈالی گئی ہے۔ اب اس انجمن کو چاہیئے کہ "امیر شریعت" کے فتویٰ کی روشنی میں سب سے پہلے اپنی تنظیم کا نام تبدیل کریں اور پھر اپنا یہ کام متعین کریں کہ انگریزی کا پڑھنے اور پڑھانے والے تمام ملکی اداروں کا تحفظ کرنے کے لئے انہیں "ختم" کر دیا جائے۔

ظہور مہدی کے لئے سہانی اندازے

بریلوی مکتب فکر کے امام مولوی احمد رضا خان صاحب سے ایک بار سوال کیا گیا کہ ظہور امام مہدی کب ہوگا؟ جواباً بتایا کہ:۔

"امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ء میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ء میں امام مہدی ظہور فرمائیں"
(الملفوظ حصہ اول صفحہ ۸۸ بحوالہ سوانح مذکور صفحہ ۳۲۲)

۱۸۳۷ ہجری تک تمام مسلمان حکومتوں کی تباہی کا خواب اب قیامت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ آنے والا عین وقت پر مطلع عالم پر نمودار ہوا اور اس نے دنیا بھر میں یہ منادی کی کہ :۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پس اب کفر کی ارتحال ختم اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بنیادیں استوار ہو رہی ہیں۔ اب آخری جھنڈا خدا اور مصطفیٰؐ کا ہوگا ؎

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

دینی اصطلاحوں سے افسوسناک مذاق

بعض شورش پسند حلقوں میں پچھلے دنوں ظلی و بروزی نبوت کی اصطلاح کا ایک جلسہ عام میں مذاق اڑایا گیا حالانکہ بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی جن کے خاک پا ہونے کا انہیں ادعا ہے تمام انبیاء کو ظلی نبی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"جیسے آئینہ آفتاب اور اس دھوپ میں واسطہ ہوتا ہے جو اس کے وسیلہ سے ان مواضع میں پیدا ہوتی ہے جو خود مقابل آفتاب نہیں ہوتی پر آئینہ مقابل آفتاب کے مقابل ہوتی ہیں ایسے ہی انبیاء باقی بھی مثل آئینہ بیچ میں واسطہ فیض ہیں۔ غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے"

(تحذیر الناس صفحہ ۳۳)

اسی بناء پر حضرت مولانا نے اعلان عام فرمایا تھا۔

"بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا" (ایضاً صفحہ ۲۸)

رہا بروز تو حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف اور متعدد دوسرے صلحائے امت نے اسکی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے حتیٰ کہ قطب عالم مولانا شیخ محمد اکرم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی کتاب "اقتباس الانوار" میں بعض بزرگوں کی یہ پیشگوئی بھی درج فرمائی ہے کہ "روح عیسیٰ در مہدی بروز کند" (صفحہ ۵۲) یعنی حضرت عیسیٰ کی روح امام مہدی میں بروز کرے گی۔

پس وہ ہیں لائق تعزیر یہ الزام ہے جھوٹا؟ مجرم تو ہیں بے شک یہ خطا اور ہی کچھ ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب

ایک ہفت روزہ احمدیوں کی مخالفت کرتا ہوا لکھتا ہے کہ :-

"مولانا مودودی کو حجاز میں جو رسوخ حاصل ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم ان سے توقع کرتے ہیں کہ جلالۃ الملک اور ان کی حکومت کو اس فتنہ سے مطلع کریں۔" (چٹان)

اس ضمن میں ایک تازہ خبر ملاحظہ ہو

"ٹوبہ ٹیک سنگھ ۲۲ مئی مولانا حسین احمد مدنی کے قریبی ساتھی اور جمعیت العلمائے اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ قاضی مظہر حسین نے فتویٰ دیا ہے کہ مولانا مودودی اور ان کے سبھی پیرو کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے اور جو لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ دوبارہ نمازیں پڑھیں قاضی مظہر حسین جامع مسجد غلہ منڈی میں درس قرآن پاک دے رہے تھے انہوں نے مولانا مودودی پر کڑی نکتہ چینی کی اور کہا کہ مولانا مودودی کے عقائد غیر اسلامی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ وہ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی سے ہوشیار رہیں۔ مودودی اور جماعت اسلامی اسلام کے خلاف سازش میں مصروف ہیں۔ مولانا مودودی اسلام کے عقائد اور مقاصد کے لئے سخت خطرہ ہیں۔ مولانا مودودی اسلام کے نام پر اپنے ذاتی خیالات و نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ اور ملت میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔" (امروز ۲۴ مئی صفحہ آخر)

جس کے پیچھے نماز جائز نہیں اس کا کعبہ سے کیا تعلق!

امراء اضلاع کی اطلاع کیلئے ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۶۶ء میں ارشاد فرمایا تھا

"آئندہ ہر جماعت کو سالانہ رپورٹ مرکز میں بھجوانی پڑے گی اور انہیں بھجوانی چاہیئے۔ جس میں تمام شعبوں کا ذکر ہو مثلاً اصلاح و ارشاد کے سلسلہ میں جماعت نے کیا کیا ہے۔ تعلیم کے سلسلہ میں جماعت نے کیا کیا ہے۔ بجٹ کے پورا کرنے کے سلسلہ میں جماعت نے کیا کیا ہے۔ غرض جتنے شعبے ہیں ان کے سلسلہ میں جماعت کو تفصیلی رپورٹ مرکز کو بھجوانی چاہیئے۔ اس کی ذمہ واری امراء اضلاع پر ڈالی جاتی ہے۔ امراء اضلاع اسبات کے ذمہ دار ہیں کہ دیکھیں ان کے ضلع کی تمام جماعتیں اپنی سالانہ رپورٹیں مرکز کو بھجواتی ہیں اور وہ اس مجلس شوریٰ کے سامنے بھی اور خلیفۂ وقت کے سامنے بھی جوابدہ ہونگے"

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی روشنی میں امراء اضلاع کو فارم طبع کروا کر بھجوائے جا چکے ہیں اور ہر جماعت کی سالانہ رپورٹ بھجوانے کے لئے بذریعہ خطوط توجہ دلائی گئی ہے۔ اخبار الفضل کے ذریعہ بھی جماعتوں اور امراء اضلاع کو تاکید کی جاتی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اپنے ضلع کی ہر جماعت کی سالانہ رپورٹ بھجوا کر ممنون فرما دیں۔

(ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

بیعت کی حقیقی غرض

ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشا کو پورا کرنے کی کوشش کرو یعنی تقوےٰ اختیار کرو قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبر کرو اور پھر عمل کرو۔ کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تو زرے اقوال اور باتوں سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جائے اور اسکے نواہی سے بچتے رہو ...... جب اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پر شفقت کر رہا ہے تو اس وقت اپنے فرشتے اس پر نازل کرتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت اقدس جلد ۶ صفحہ ۳۶۰)

(قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

نظارت تعلیم کے اعلانات

تین سالہ ٹریننگ کورس پریسین انسٹرومنٹ مکینکس

یہ کورس ۶۶-۹-۱ سے شروع ہوگا۔ تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک عمر ۱۶ تا ۱۹ سال ۶۶-۹-۱ کو ہوسٹل کی رہائش ضروری۔ پراسپکٹس اور مجوزہ فارم درخواست پرنسپل صاحب پاک سوس پریسین مکینک اینڈ الیکٹرومیٹیشن ٹریننگ سنٹر آف کنٹری کلب روڈ نزد کراچی یونیورسٹی کیمپس کراچی ۳۲ سے ۶۶-۶-۱۰ تک حاصل کریں۔ درخواست وصولی کی آخری تاریخ ۶۶-۶-۲۴ انتخاب بذریعہ امتحان۔ منتخب طلباء کو ۵۰/- سیکورٹی (جو تین سال واپس بعد ہوگی) ادا کرنا ہوگی۔ اور ۱۰/- روپے فیس۔ داخلہ سے پہلے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ ضروری ہوگا۔ (پ۔ ٹ ۶۶-۵-۲۸)

پاکستان ایئر فورس میں وارنٹ افسر

تعلیمی قابلیت۔ ایم۔ اے اسلامیات (ب) عربی جانتا ہو (ج) مذہبی مضامین پر سہولت سے تقریر کر سکتا ہو۔ تنخواہ ۲۵۰/- روپیہ ماہوار۔ رہائش مفت۔ راشن مفت یا اس کے عوض ۷۵/- ماہوار۔ درخواست بنام تعلیمی ڈائرکٹریٹ ایئر ہیڈ کوارٹر پشاور درخواست کی آخری تاریخ ۶۶-۶-۱۰ تک (پ۔ ٹ ۶۶-۵-۲۸)

(ناظر تعلیم)

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیزم ملک ناصر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ بدین ایف اے کا امتحان دے رہا ہے (ملک بشیر احمد بدین ضلع حیدر آباد)

۲۔ خاکسار نیز دوسرے احمدی طلبہ کے لئے جو زرعی یونیورسٹی لائلپور کے امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں۔ درخواست دعا ہے۔

(نسیم احمد چوہدری کمرہ نمبر ۴۵ خیبر ہال زرعی یونیورسٹی لائلپور)

۳۔ میری لڑکی حنیفہ قمر جس کا دو جون سے انٹر کا امتحان شروع ہے۔ بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہے۔ (سید عبد الکریم پریذیڈنٹ حلقہ ملیر سعود آباد کراچی نمبر ۳)

۴۔ میری خالہ جان اور میری اپنی صحت اکثر خراب رہتی ہے۔ نیز میرے بھائی نے میٹرک کا امتحان دیا ہے (فوزیہ میر وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ)

۵۔ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع ملتان گلے کی خرابی اور سینے اور دل کے دیگر عوارض میں مبتلا ہیں (خاکسار عبد الماجد)

۶۔ پریشانیوں سے مخلصی اور بحالی صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔

(شریف احمد رازی دفتر الفضل ربوہ)

۷۔ میرے برادران چوہدری انور احمد گھمن بی۔ ایس۔ سی آنرز۔ چوہدری رفیق احمد گھمن و چوہدری عزیز احمد گھمن بی اے کا امتحان دے رہے ہیں

(چوہدری لطیف احمد گھمن ایم اے سوشل ویلفیئر افسر اوکاڑہ)

۸۔ سید شبیر احمد صاحب عباسی ویلڈر فورمین کو ٹائیفائیڈ سے لمبا عرصہ بیمار رہنے کے باعث ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا ہے (بشیر احمد احمدی محلہ اسلام پورہ چوہڑ کانہ منڈی شیخوپورہ)

۹۔ محترمہ نسیمہ صادقہ آف گرجاکھ گوجرانوالہ کی بیٹی مبارکہ بہت بیمار ہے۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ گوجرانوالہ)

۱۰۔ دعائے مغفرت: میرا لڑکا احمد خان مورخہ ۶۶-۵-۲۱ کی رات کو فوت ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔

ٹائم ٹیبل یونائیٹڈ بس سروس سرگودھا

نمبر سروس	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
روانگی از سرگودھا برائے لاہور	۳-۳۰ صبح	۴-۰۰ "	۵-۳۰ "	۶-۳۰ "	۷-۱۵ "	۸-۰۰ "	۸-۴۵ "	۹-۳۰ "	۱۰-۳۰ "	۱۱-۳۰ "	۱۲-۱۵ دوپہر	۱-۰۰ "	۲-۳۰ "	۳-۴۵ "	۴-۱۵ "
روانگی از لاہور برائے سرگودھا	۳-۳۰	۴-۰۰	۵-۳۰	۶-۳۰	۷-۱۵	۸-۲۵	۹-۰۰	۱۰-۱۵	۱۱-۱۵	۱۲-۴۵ دوپہر	۱۲-۴۵	۲-۱۵	۳-۱۵	۴-۵۴	۶-۰۰
روانگی از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	۲-۰۰	۱-۲۵													
روانگی از گوجرانوالہ تا سرگودھا	۹-۳۰	[illegible]													

(مینیجر)

ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ میں
ٹیلی فون لگ گیا
ہم اپنے کرم فرماؤں کو بمسرت اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
میں فون لگ گیا ہے جس کا نمبر ۴۳ ہے۔ انشاء اللہ اس نئی سہولت کی وجہ سے ہم آپ کی بہتر طور پر خدمت سرانجام دے سکیں گے۔ اپنی طبی ضروریات کے لئے اپنے اس دواخانہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔
محمد رفیع ناصر مینیجر ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

ھوالشافی
"میری دائیں ٹانگ میں عرصہ سے درد تھی جسے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا۔ میں نے "پینز کیور" (PAINS CURE) ... ... کا کورس شروع کیا پہلی ہی خوراک سے فائدہ ہوا اور کورس ختم ہونے سے پہلے ہی مکمل شفا ہوگئی ... فالحمد للہ علیٰ ذالک"
یہ رپورٹ خواجہ محمد حنیف صاحب گول بازار ربوہ کی ہے۔ جوڑوں اور اعصاب کے درد کے علاوہ مندرجہ ذیل امراض کے لئے چار چار رنگ کی اکسیریں دستیاب ہیں:-
• مزمن درد سر • گلے اور سپرنگ بخار • نکسیر • کان بہنا • زکام • نزلہ (حلق سے اخراج) • دمہ • درد شکم گردہ، پتہ وغیرہ • تبخیر معدہ • بواسیر • ناسور • لیکوریا • بانجھ پن
قیمت فی اکسیر مکمل کورس ۱۰/- روپے پہلی دو آزمائشی خوراکیں ۳/- روپے۔
ملنے کا پتہ: کیور ریمیڈیز میڈیسن کمپنی ۳۵ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

برائے خصوصی توجہ لجنات اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ کے چندوں کا ششماہی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ چندوں کی آمد میں بے حد کمی ہے صرف ممبری چندے کی آمد ۱۳،۵۰۰ روپے ہونا چاہیئے تھی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں صرف ۹۴۴۹ روپے ہوئی ہے۔ یہ امر نہایت تشویشناک ہے سب لجنات کی صدر و سیکرٹری صاحبات کو چاہیئے کہ پوری کوشش کریں کہ اگلے چھ ماہ میں نہ صرف یہ چار ہزار روپے کی کمی پوری کریں۔ بلکہ اگلا ششماہی بجٹ ۱۳،۵۰۰ روپے کی رقم بھی پوری کریں چندوں کی کمی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بہت بڑی تعداد ہر ضلع میں لجنات کی ایسی ہے۔ جن کی طرف سے ایک پیسہ بھی چھ ماہ میں وصول نہیں ہوا۔ تمام عہدیداران اس بات کی طرف توجہ دیں کہ لجنہ اماء اللہ کے وسیع پروگرام کو چلانے کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔ اور اخراجات تبھی پورے ہو سکتے ہیں جب تمام لجنات کی طرف سے باقاعدہ چندہ آئے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

تحریک جدید کا مالی جہاد اسلام کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چندہ تحریک جدید کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا:-

"ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس تحریک میں حصہ لے اور اسلام اور احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کرے۔"

اب جب کہ ایفائے عہد کے اعتبار سے تحریک جدید کے سال رواں کے چھ ماہ بھی گزر چکے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنے وعدے جلد ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

کالی دوا!
فولاد اور جڑی بوٹیوں کا سفوف
جگر پتہ اور تلی
کی تمام امراض
یرقان۔ ضعف جگر۔ بھس۔ کمی خون
ہاتھ پاؤں پر سوجن اور چہرہ کی زردی وغیرہ
کے لئے
خدا کے فضل سے سو فیصدی لکور کامیاب علاج
قیمت فی شیشی، تولہ تین روپے
دواخانہ رحمت ربوہ

الفضل میں اشتہار
دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینیجر)

ٹیلی فون نمبر ۳۸
یہ
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
اور
حکیم شیخ خورشید احمد گولبازار ربوہ
مطب
کا ٹیلی فون نمبر ہے
اپنی طبی ضرورتوں کے لئے
ٹیلی فون نمبر ۳۸ پر رنگ کریں
مینیجر: خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

عمارتی لکڑی
ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار کیل۔ پڑتل چیل کافی تعداد میں موجود ہے
ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں۔
سٹار ٹمبر سٹور ۹۰ فیروزپور روڈ لاہور

قابل اعتماد سروس
سرگودہا سے سیالکوٹ
عباسیہ
ٹرانسپورٹ کمپنی کی
آرام دہ بسوں میں سفر کریں۔ (مینیجر)

احباب ہمیشہ اپنی
قابل اعتماد سروس
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور
کی آرام دہ بسوں میں سفر کریں
(مینیجر)

ولادت

محترم حکیم محمد عبداللہ صاحب مالک کمفوری فارمیسی شالامار ٹاؤن باغبانپورہ لاہور کے فرزند نصر اللہ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۱؍اپریل ۱۹۶۷ء کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام خالد نصر اللہ رکھا گیا ہے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے نیز اسے دینی و دنیوی لحاظ سے بلند اقبال اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ (ناصر احمد دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

قائدین اور ناظمین تجنید متوجہ ہوں!

بہت سی مجالس کو مرکز کی طرف سے رکنیت فارم بھجوائے جا چکے ہیں جو ابھی پُر ہو کر مرکز میں واپس نہیں آئے۔ قائدین مجالس اور ناظمین تجنید سے التماس ہے کہ رکنیت فارم پُر کرنے کے کام کو التواء میں نہ ڈالا جائے۔ بلکہ اسی کو جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ دوسرے خانوں کے علاوہ رکنیت فارم پُر کرنے والے رکن اور قائد مجلس کے دستخط ضروری ہیں۔

(مہتمم تجنید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سرمہ نور چشم ککرے خارش پانی بہنا اور ابتدائی موتیا کیلئے مفید قیمت فی شیشی تین شیشے پورے ماہ ۹۹ پیسے تیت تولہ ایک روپیہ ۳ پیسے دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۲۷ مئی تا ۲ جون ۱۹۶۷ء

۱۔ اس ہفتہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ الحمد للہ۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

۲۔ مورخہ ۲ جون کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کے تیئیس ۲۳ عظیم الشان مقاصد کے سلسلہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور سورہ البقرہ کی آیات ۱۲۶ و ۱۲۷ کی تفسیر بیان کر کے

۱۔ وَارْزُقْ أَهْلَهُ ۲۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا

۳۔ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ ۴۔ الْعَلِيمُ

کی رو سے تعمیر کعبہ کے سولہویں، سترہویں، اٹھارہویں اور انیسویں مقصد کو واضح فرمایا اور بتایا کہ یہ مقاصد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ کس عظیم الشان طریق پر پورے ہوئے۔ تعمیر کعبہ کے ۲۳ مقاصد کی وضاحت کے بعد حضور ایدہ اللہ ان مقاصد کی روشنی میں احباب جماعت کے سامنے ان کی نہایت اہم ذمہ داریوں کی کماحقہ ادائیگی سے متعلق ایک تفصیلی پروگرام رکھیں گے انشاء اللہ العزیز۔

۳۔ مورخہ ۲۷ مئی بروز ہفتہ ربوہ میں یوم خلافت پورے اہتمام سے منایا گیا اس روز صبح ۸ بجے سے ۱۰½ بجے تک لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام بہت وسیع پیمانہ پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اہل ربوہ دلی ذوق و شوق کے ساتھ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ نہ صرف مسجد کا مسقف حصہ بلکہ صحن بھی پُرشوق سامعین سے پُر تھا۔ صدارت کے فرائض محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے ادا فرمائے۔ جلسہ میں محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل قائمقام ناظر اصلاح و ارشاد، محترم مولوی محمد یار صاحب عارف، محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد اور صاحب صدر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے نظام خلافت کی اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات پر روشنی ڈال کر اس امر کو بڑی عمدگی سے واضح فرمایا کہ خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جو خدائی جماعت کے حق میں آب حیات کا حکم رکھتی ہے جماعت بحیثیت جماعت خلافت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اسیطرح نبوت کے بعد خلافت ہی افراد جماعت کی فلاح و نجاح کا واحد ذریعہ ہوتی ہے۔ جو شخص خلیفۂ وقت کی اطاعت سے روگردانی اختیار کرتا ہے اور ان کی ہدایات پر نہیں چلتا وہ نجات نہیں پا سکتا۔ علماء کرام نے احباب جماعت کو ان کا یہ اوّلین فرض یاد دلایا کہ وہ اس نعمت خداوندی کی قدر کریں۔ اور محبت و عشق کے رنگ میں رنگین ہو کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذوق و شوق بشاشت اور جوش دل کے ساتھ اطاعت بجا لائیں اور حضور کے ہر حکم پر لبیک کہتے ہوئے غلبۂ اسلام کی راہ میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں اسی میں جماعت کی زندگی اور ہر فرد جماعت کی فلاح و نجاح مضمر ہے۔

۴۔ مکرم میاں عبد الغنی صاحب رشدی جو سلسلہ کے ایک مخلص کارکن ہیں اور ربوہ کی زیر تعمیر مسجد اقصیٰ کے ضروری اور اہم کاموں میں خاص تعاون فرما رہے ہیں۔ وہ آج کل عارضہ قلب کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ اسیطرح مکرم میاں عبد الحی صاحب بدر کی جو فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے راولپنڈی میں بطور سیکرٹری کام کرتے رہے ہیں اور بہت ہی محنت سے انہوں نے فاؤنڈیشن کے وعدے اور وصولی وغیرہ میں تعاون کیا ہے وہ بھی ہسپتال میں عارضہ قلب کے باعث زیر علاج ہیں دونوں بھائیوں کے لئے خاکسار بزرگان سلسلہ اور احباب سے درد مندانہ درخواست کرتا ہے کہ وہ خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں بھائیوں کو اپنے خاص احسان سے صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار شیخ مبارک احمد

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن زون راولپنڈی۔

ممبران صدر انجمن احمدیہ برائے سال ۶۸-۱۹۶۷ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۰ اپریل ۶۸ء تک کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب کو صدر انجمن احمدیہ کا ممبر مقرر فرمایا ہے:-

۱	صدر صدر انجمن احمدیہ	خاکسار محمد دین۔
۲	ناظر اعلیٰ	محترم مرزا عزیز احمد صاحب
۳	ناظر صنعت و تجارت	مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر
۴	ناظر بیت المال آمد	مکرم میاں عبد الحق صاحب رامہ
۵	ایڈیشنل ناظر بیت المال آمد	مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب
۶	ناظر امور خارجہ	مکرم عارف زمان صاحب
۷	ناظر امور عامہ	صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب
۸	ناظر بیت المال خرچ	مکرم صوفی غلام محمد صاحب
۹	ناظر زراعت	مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ
۱۰	قائم مقام ناظر اصلاح و ارشاد (چھ ماہ کے لئے)	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب
۱۱	ناظر تعلیم	مکرم قاضی محمد اسلم صاحب
۱۲	ناظر خدمت درویشاں	مکرم سید داؤد احمد صاحب
۱۳	ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد	مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم
۱۴	ناظر دیوان	مکرم چوہدری فضل احمد صاحب

ممبران

۱۵	مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ
۱۶	〃 صدر صاحب مجلس انصار اللہ
۱۷	〃 صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ
۱۸	〃 مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا
۱۹	〃 شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور
۲۰	〃 ملک سیف الرحمٰن صاحب ربوہ
۲۱	〃 مولوی ابوالعطاء صاحب صدر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ

محمد دین

صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

مجالس انصار اللہ ضلع گوجرانوالہ کا تربیتی اجتماع!

مورخہ ۹-۱۰ جون ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ہفتہ مجلس انصار اللہ گوجرانوالہ کا تربیتی اجتماع ہوگا۔ مرکز سے علماء سلسلہ بھی تشریف لائیں گے احباب جماعت ہائے ضلع گوجرانوالہ سے التماس ہے کہ ۹ جون بروز جمعہ ۱۲ بجے دوپہر تک تشریف لے آویں۔ طعام وغیرہ کا انتظام مجلس انصار اللہ گوجرانوالہ کے ذمہ ہوگا۔ (رشید احمد ناظم ضلع گوجرانوالہ)

درخواستِ دعا!

مکرم گیانی عباد اللہ صاحب چند روز سے بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا درخواست ہے۔ (شریف اختر۔ مدیرہ)

۲۔ میری والدہ محترمہ ہسپتال میں داخل ہیں ان کا رسولی کی وجہ سے غالباً ریڑھ کی ہڈی کا اپریشن ہونا ہے احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر نابی احمد بیٹہ فضل الٰہی ملک پیر چک ۶ تحصیل چونیاں ضلع لاہور۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴